Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
*Print ISSN: 3006-1296*Online ISSN: *3006-130X*
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The life and services of Orientalist Arberry: An analytical study

تجزیاتی مطالعہ: مستشرق آربری کی حیات وخدمات

Dr. Muhammad Irfan Ahmad
Dar ul-uloom Haqania Farooqia, Thikerian Sharif, Gujrat, Punjab, Pakistan
fanifarooqi@gmail.com

Abstract
Arthur J. Arberry (1905-1969) was a prominent 20th -century British scholar, famous for his vast contributions to studies of Arabic and Persian. As a professor of Arabic at Cambridge University. He was a key figure in the development of the study of Oriental languages and cultures within the Western world. Arberry's most significant contributions lie within the realm of translation. His English translation of the Holy Quran is well known for literary elegance and readability but has also been criticized in terms of its cultural sensitivity and interpretative decisions. Arberry also rendered important translations of classical Persian poetry, such as the works of Rumi, Hafiz and Omar Khayyam, bringing Sufi philosophy and Persian literary tradition to a wider English-speaking world .Apart from translation, He wrote critical editions of central Arabic text and wrote prolifically on Islamic philosophy .bringing deeper understanding to intellectual traditions in the Muslim world .while his writing are admired for their scholarly erudition and style, some contemporary critics have identified a text-centered approach that sometimes ignored modern socio-political contexts. Apart from these shortcomings, his legacy remains and valuable references for students and scholars of Oriental Studies, symbolizing a bridge between Eastern literary traditions and Western academia.

Keywords: *Arhur J.Arberry, Oriental Studies, Quran translation, Persian poetry ,Sufism, Arabic literature ,Islamic Philosophy, British Scholarship.*

1. موضوعِ تحقیق کا تعارف

آربری ایک انگریز مستشرق تھے جو اسلامی تصوف اور فارسی ادب کے میدان میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔وہ 12 مئی 1905ء کو پورٹ سموٗتھ میں پیدا ہوئے جو کہ انگلینڈ کا ایک قصبہ ہے۔ان کے والد کا نام ولیم آربری تھا وہ آرٹلری افسر تھے۔ان کے والدین مطالعہ کتب کا شوق رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی ادب اور مذہبی اقدار سے روشناس کرایا۔ آربری نے پورٹ سموٗتھ میں اپنی ثانوی تعلیم مکمل کی ۔اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے انہیں کیمبرج یونیورسٹی میں قدیم زبانیں (لاطینی اور یونانی) پڑھنے کا موقع ملا۔انہوں نے 1924ء کو پیمبروک کالج میں داخلہ لیا اور کلاسیکل علوم میں اول انعام حاصل کیا۔ان کے استاد منز نے عربی اور فارسی ادب پڑھنے کی تلقین کی جس پر انہوں نے

1929ء میں اورینٹل اسٹڈیز میں دوبارہ اول انعام حاصل کیا۔[1] اس غیر معمولی کامیابی پر انہیں سر تھامس براؤن (1927ء)، ایڈورڈ براؤن (1927ء)، رائٹ (1930ء) اور گنڈا اسمتھ (1930ء) وظائف سے یکے بعد دیگر ان کو نوازا گیا۔ 1931ء میں انہیں پیمبروک کالج میں ریسرچ فیلو مقرر کیا گیا۔ انہوں نے 1927ء میں عظیم مستشرق رینالڈ نیکلسن سے عربی پڑھی۔[2] اسی استاذ کا ان پر گہرا اثر تھا اور ساتھ ساتھ گہری دوستی بھی جو نیکلسن کی وفات (1945ء) تک قائم رہی۔[3]

مقالہ ہذا آربری کی حیات وخدمات کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے اور چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جزو میں موضوع تحقیق کا تعارف، دوسرے جزو قاہرہ میں قیام اور تحقیقی سرگرمیاں، تیسرے جزو میں لندن اور انڈین آفس لائبریری، چوتھے جزو میں دوسری عالمی جنگ اور وزارت اطلاعات کے تحت مختلف فہارس سازی، پانچواں جزو کیمبرج یونیورسٹی میں تقرری اور فارسی ادب اور چھٹے اور آخری جزو میں خلاصۂ بحث لکھا گیا ہے یہ تحقیقی مضمون آربری کی مختلف علمی وادبی سرگرمیوں خصوصی طور پر عربی اور فارسی ادبی کے مخطوطات کے حوالے سے اس کی خدمات پر ایک جائزہ ہے۔

2. قاہرہ میں قیام

آربری نے اپنی پہلی شادی کی تقریب کے بعد پہلا سال قاہرہ میں گزارنے کا فیصلہ کیا جس کی بنا پر وہ 1931ء میں قاہرہ آئے۔ یہاں ان کی ملاقات ایک رومانی خاتون سرینا سیمونز "Sarina Simons" سے ہوئی اور ان دونوں نے 1932ء میں قاہرہ میں شادی کرلی۔ شادی کے بعد وہ مصر واپس آگئے۔ جہاں انہیں جامعہ قاہرہ کے شعبہ قدیم زبان وفنون (یونانی اور لاطینی) میں سربراہ مقرر ہوئے۔ قاہرہ میں ہی ان کی اکلوتی بیٹی اناسارا پیدا ہوئی۔ انہوں نے جامعہ قاہرہ کے شعبہ فنون بین مئی 1932ء سے جون 1934ء تک خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ کے جریدے میں انہوں نے "کتاب النفس" نیکومیکس کی اخلاقیات کے بارے میں ایک مضمون شائع کیا جس میں وسیع تر تحقیقات شامل تھیں۔ اپنے قیام مصر کے دوران انہوں نے فلسطین، لبنان اور شام کا دورہ کیا اور مستقبل کے تحقیقی کاموں کے لیے مواد اکٹھا کیا۔ مصر میں ہی انہوں نے 1933ء میں احمد شوقی کی نظم " لیلیٰ مجنوں" کا انگریزی میں ترجمہ طبع کیا اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصوف کی قدیم ترین کتاب "التعرف لمذہب اھل التصوف از کلاباذی" کو 1934ء میں قاہرہ میں شائع کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ "The Doctrine of the Sufis" کے عنوان سے 1935ء میں لندن سے شائع کیا۔[4] یہ قیام مصر و قاہرہ کے دوران آربری کی بہترین علمی خدمات ہیں جس سے ابھی تک مختلف علمی وتحقیقی حلقے استفادہ کررہے ہیں۔

---

[1] R.B. Serjeant,"Professor Arthur John Arberry", (JRAS, 1970) V:1, P: 96-98.

[2] S.A.Skilliter,Obituary:Arthur John Arberry(University of London :Bulletin of the School of Oriental and African Stuies,1970)Vol:33,No:2,P:364-367.

[3] S. A. Skilitier: "Arthur John Arberry", (Cambridge: Bulletin of the School of Oriental and African Studies, vol, XXXIII, part 2, 1970)P:364-67.

[4] Arthur John Arberry,The Doctrine of The Sufis(Kitab al-Taarruf li -madhhab ahl al -tasawwuf),(Cambrigde:The University Press,1935),P-1-198.

3. لندن اور انڈیا آفس لائبریری

آربری نے 1934ء میں موسم گرما کی چھٹیوں میں انگلینڈ میں قیام کیا اسی دوران ان کو لندن آفس لائبریری میں اسسٹنٹ لائبریرین کی نوکری کی پیشکش ہوئی جو انہوں نے قبول کر لی۔ ان سے پہلے اس جگہ "C.A.Storey" خدمات انجام دے رہے تھے۔ آربری نے آفس لائبریری میں عربی اور فارسی ادب کے مخطوطات کی فہرست سازی تیار کی۔ یقیناً یہ بہت عمدہ اور نایاب کام تھا۔ 1936ء میں کیمبرج یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ آف لٹریچر (Litt.D.) کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ اسی سال انہوں نے انڈیا آفس لائبریری میں عربی مخطوطات کی فہرست کو منصۂ شہود کے زیور سے آراستہ کیا۔ 1937ء میں انہوں نے اسی لائبریری کے علمی مواد سے استفادہ کرتے ہوئے فارسی ادب کے قدیم مخطوطات کی فہرست کو شائع کیا۔ فہارس سازی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جو کہ درج ذیل ہیں:

i. Second Supplementary Catalogue of the Islamic Manuscripts in Cambrige,1932.
ii. Chester Beatty Catalogue, Collection -Persian Manuscripts (Vol:1-2,1955-1964).
iii. Chester Beatty Collection Persian Manuscripts Catalogue,(1959-1962).

1937ء میں آربری نے حارث المحاسبی کی کتاب "الوہم" کو قاہرہ میں زیور طبع سے آراستہ کیا، خزاز کی کتاب "الصدق" کو انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا، فارسی شاعر عراقی کی نظموں کو "Song of Lover" کے نام سے شائع کیا۔ انڈیا آفس لائبریری کے عربی اور فارسی خطوطی کے نمونوں کو "Specimens of Arabic and Persian Palaeography 1939" کے عنوان سے طبع کیا۔[5] آربری نے " Religion In The Middle East Three Religions In Concord And Conflict"[6] لکھی جس میں انہوں نے مختلف مذاہب پر تحقیقی ابحاث کو شامل کیا۔ "Library of The India Office: Historical Sketch" کو ترتیب دیا۔[7] نیکلسن کی درخواست پر انہوں نے تصوف کی ایک عظیم کتاب "المواقف والمخاطبات از الفراری" کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

4. دوسری عالمی جنگ اور وزارت اطلاعات

آربری نے یکم ستمبر 1939ء دوسری عالمی جنگ شروع ہونے کی وجہ سے علمی و تحقیقی کام کو روک دیا۔ انہیں لیورپول میں جنگ کے محکمہ کے تحت ڈاک کی سنسر شپ کے شعبے میں منتقل کر دیا گیا، جہاں انہوں نے چھ ماہ کام کیا، اس کے بعد لندن میں وزارت اطلاعات میں منتقل ہو گئے، چار سال تک اسی محکمے میں کام کیا جہاں وہ خود اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر مشرق وسطیٰ میں برطانوی پروپیگنڈے کے لیے عربی اور فارسی میں تسلسل کے ساتھ طباعتی کام کرتے رہے۔ اسی اثنا میں وہ برطانوی فلم پروپیگنڈا میں بھی نظر آئے۔ اس کے بعد آربیر نے مشرق کو مغرب سے متعارف کرانے کا فیصلہ کیا۔ وہ کہتے تھے کہ مشرق اور اس کے لوگوں کے بارے میں مغرب کے اجتماع ضمیر میں پانے والی غلب فہمیوں، جھوٹ اور تعصبات کو دور کرنا از حد ضروری ہے اور یہ وہی کر سکتا ہے جو ان دونوں کے کلچر سے واقف ہو۔ آربری نے اس سلسلے میں ایک سو

---

[5] A.J.Arberry, Specimens of Arabic and Persian Palaeography (London:India Office,1939),P:1-56
[6] A.J.Arberry, Religion In The Middle East Three Religions In Concord And Conflict(Cambridge University Press,1969),P:1-792.
[7] A.J.Arberry, Library Of The India Office: Historical Sketch(JaiGyan:Digital Library India Collection,1938),P:1-118.

کتابیں اور ستر سے زائد علمی مقالات لکھے جو کہ ایک عظیم خدمت ہے۔وزارت اطلاعات میں نوکری کرتے ہوئے آربری نے برطانوی پروپیگنڈے پر بھی دو کتب تحریر کیں جن کو "برطانوی تعاون فارسی مطالعات میں 1943ء"اور "برطانوی مستشرقین 1943ء"سے موسوم کیا جاتا ہے۔[8] برطانوی اذہان کو سمجھنے کے لیے یہ دونوں کتب اہمیت کی حامل ہیں۔

5. کیمبرج یونیورسٹی میں تقرری

V.F.Minorsky ایک مشہور زمانہ مغربی مفکر تھے۔وہ 1944ء میں اپنے عہدے سے فارغ ہوئے تو ان کی جگہ سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز (SOAS) میں آربری کو فارسی زبان وادب کا پروفیسر تعینات کیا گیا،اس عہدے کے مطابق زبان وادب سیکھنے سکھانے کے لیے انہوں نے فارسی ادب کا نیا نصاب تیار کیا۔1944ء میں انہوں نے ایک کتاب جدید فارسی طبع کی،1950ء میں "گلستان سعدی" کے پہلے دو باب کو تشریح کے ساتھ شائع کیا،1958ء میں" فارسی ادب " اور 1965ء میں "عربی شاعری" کی کتب شائع کیں۔(SOAS) میں تقرری کے دو سال بعد آربری کو عربی زبان وادب کا پروفیسر مقرر کیا گیا اور انہیں مشرق وسطیٰ کے شعبے کا سربراہ منتخب کر دیا گیا۔یاد رہے کہ وہ زیادہ عرصہ اس عہدے پر نہ رہ سکے 1947ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں عربی زبان کے پروفیسر کے عہدے کی پیشکش پر انہوں نے یہاں سے استعفیٰ دے دیا۔اس عہدے سے ہٹا انہوں نے اپنے لئے بہت بڑا اعزاز قرار دیا کہ وہ سیموئل اوکلی،سیموئل لی،رائٹ،براؤن اور نیکلسن جیسے عظیم مستشرق مفکرین کے جانشین بنے بعد میں انہیں پیمبروک کالج کا فیلو منتخب کیا گیا۔

آربری نے اپنا افتتاحی لیکچر 30 اکتوبر 1947ء کو "عربی اسکول در کیمبرج" کے عنوان سے دیا، جس میں انہوں نے کیمبرج میں علوم عربی کی تاریخ اور اساتذہ کے کارناموں پر سیر حاصل بحث کی،1947ء میں آربری نے کئی عربی وفارسی کتب کے انگریزی تراجم کیے جن میں حکیم ترمذی کی کتاب "الریاضۃ" کا ایڈیشن (قاہرہ:1974ء)،حافظ شیرازی کی ایک نظم کی تشریح -انگریزی ترجمہ اور سہروردی کی کتاب"عوارف المعارف" کے کچھ حصے شامل ہیں،اسی کتاب کے مقدمے میں نیکلسن کی خدمات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔آربری نے برصغیر کے عظیم مسلم مفکر علامہ محمد اقبالؒ کی کئی کتب اور نظموں کے انگریزی تراجم کئے جن میں "زبور عجم "[9]،"اسرار خودی 1953ء"اور جاوید نامہ 1922ء"شامل ہیں۔[10] اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فکر اقبالؒ کو بہت پسند کرتے تھے۔آربری نے فارسی ادب میں بھی بہت نمایاں کام کیا۔انہوں نے چیسٹر بیٹی کلیکشن میں عمر خیام کی رباعیات کا ایک قلمی نسخہ دریافت کرکے 1949ء میں شائع کیا۔1951ء میں اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔انہوں نے رباعیات کا ایک اور نسخہ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری کے لیے خریدا اور 1952ء میں اس کا ترجمہ شائع کیا ۔1956ء ایڈورڈ فٹزجیرلڈ کے مشہور ترجمے "رباعیات عمر خیام" کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا جس میں انہوں نے عبدالرحمٰن جامی کی صوفیانہ نظم "

[8] Richard Owen Watkin ,Arthur John Arberry (1905-1969):A Critical Evaluation of an Orientalist(University of Wales,2020),P:1-346.

[9] Muhammad Iqbal, Zabur-e-Ajam,Translated By :Arthur John Arberry(Lahore:Iqbal Academy Pakistan ,2014),P:1-54.

[10] Muhammad Iqbal,Javid Nama,Translated By:Arthur John Arberry(Lahore:Iqbal Academy Pakistan,2014),P:1-67

سلامان وابسال" کا ایک نیا لفظی ترجمہ کیا۔[11] فٹز جیرلڈ کے ذخیرہ کتب جو کیمبرج یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے اس سے مواد لے کر ایک طویل مقدمہ لکھا۔ اسی مصدر سے انہوں نے اپنی کتاب "عمر خیام کی کہانی 1959ء"[12] کے لیے مواد حاصل کیا۔

آربری نے قرآن مجید کے مختلف حصوں پر بھی طبع آزمائی کی ۔انہوں نے قرآن مجید کے منتخب حصوں کا ایک طویل مقدمے کے ساتھ انگریزی ترجمہ کیا جسے بعد میں "The Holy Koran: An Introduction with Selections" کے عنوان سے طبع کیا۔ جو کلاسیکس آف ایسٹ اینڈ ویسٹ "سیریز کا حصہ تھا جس کے وہ 1950ء سے ایڈیٹر مقرر تھے۔[13] 1955ء میں آربری نے قرآن مجید کی مکمل تفسیر کی جو "The Koran Interpreted" کے عنوان سے شائع ہوئی۔[14] یہ لفظی ترجمہ کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ ایک خوبصورت اور رواں انداز میں کی گئی تفسیر تھی جو لفظی ساخت کے اسالیب کے بجائے معنوی مناہج کے ساتھ متصف تھی۔ آربری کا یہ کارنامہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ زبانوں کے علاقائی تبادل کو بھی بخوبی سمجھتے تھے۔ یہ تفسیری اسلوب کسی دوسرے کے ہاں میسر نہیں آتا۔ اگر اس پر تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ "Rodwell" اور انگریز مصنف "Blachere" کے فرانسیسی ترجمے جیسی لفظی درستی اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔ بہر حال یہ ایک عمدہ اسالیب میں ڈھلی ہوئی کاوش ہے اور یہ ان کی کتب، مقالات اور تراجم میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل جدوجہد ہے۔ آربری 1956ء میں مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوئے ۔ 2 اکتوبر 1969ء کو کیمبرج میں ان کا انتقال ہو گیا۔[15] آربری خوش اخلاق، حساس اور صاف ضمیر انسان تھے جنہیں ہر کوئی پسند کرتا تھا، وہ شاعرانہ حس رکھتے تھے، ان کا اسلوب نہایت رواں اور شستہ تھا اور وہ اپنے شعبے کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھتے تھے۔ یاد رہے کہ وہ ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ مایۂ ناز مستشرق بھی تھے اور بعض عبارات ان کے اسی ذہن کی عکاسی بھی کرتی ہیں ۔ ان کی علمی، ادبی اور تحقیقی کاوشوں کو استشراقی فکر کے ساتھ متصف ہی رکھنا ان کی شخصیت کے عین مطابق ہے اور یہی اس مقالہ کا حاصل مطالعہ بھی۔ وہ اپنے استاذ نیکلسن کی طرح بے پناہ علمی تولید، اعلیٰ اخلاق، ادبی ذوق اور خوبصورت اسلوب کے مالک تھے۔

6. خلاصہ بحث

علم وادب اور تصوف کی تفہیم میں مستشرقین نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہی مفکرین میں مایۂ ناز مستشرق آرتھر جان آربری (1905ء-1969ء) کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اس طبقے کے استاذ کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں معروف مستشرق رینالڈ نیکلسن کے زیر سایہ عربی اور فارسی ادب کو سیکھا۔ قاہرہ میں اسلامی تصوف اور فارسی ادب کی اہم کتب کی کھوج اور تراجم واشاعت کا اہتمام کیا ساتھ ہی مشرق وسطیٰ کے علمی مراکز کا دورہ بھی کیا۔ انگلینڈ واپسی پر انہوں نے انڈیا آفس لائبریری میں مخطوطات کی فہرست سازی کی اور ان کو کیمبرج اور (SOAS) جیسی عظیم علم گاہوں میں کام کرنے کا موقع میسر آیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران وزارت اطلاعات میں کام کرنے کے بعد انہوں نے مشرقی علوم کو مغرب کے سامنے درست انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ یقینی طور پر یہ ان کا عظیم کارنامہ

[11] Rubaiyat of Jalal al-Din Rumi: Selected Translation into Englis verse(London:Emery Walker,1949).

[12] The Rubaiyat of Omar Khayyam.Edited from a Discovered Manuscript (1259-60),unbeknown to arberry of alfred chester beatty.

[13] A.J.Arberry,The Holy Koran;an introduction with selections (New York: Macmillan,1953),P:1-154.

[14] A.J.Arberry,Koran Interpreted(London:George Allen & Unwin Ltd,1955),P:1-356

[15] Charless Melville,Chapter12-A.J.Arberry(1905-69)(Trustee 1941-69)(Cambridge :University Press,15 March,2025).

ہے۔ آربری کی سب سے نمایاں کاوش قرآن مجید کا ادبی اور رواں انگریزی ترجمہ "The Koran Interpreted" ہے جو کہ علمی معیار اور ادبی اسالیب کا مرقع ہے۔یاد رہے کہ مستشرق ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت علمی بصیرت ،اخلاقی اقدار اور ادبی ذوق کی ایک خوبصورت تصویر تھی۔ان کے علمی کام کے محاسن یہ ہیں کہ وہ آج بھی علم ،ادب، تحقیق سے وابستہ استشراقی فکر کے ناقدین، طلباء اور مفکرین کے لیے مشعل راہ ہے۔